Click on http://www.Paksociety.com for More

شبِ ہجر کی پہلی بارش

نازیہ کنول نازی

Downloaded From Paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

کبھی مشکلوں کا تھا سامنا کبھی راحتوں میں گزر گئے
وہ جو دن تھے میرے شباب کے تیری چاہتوں میں گزر گئے
کبھی راز داں نے ستم کیا کبھی خود رقیب سے جا ملے
وہ جو لمحے تھے میرے پیار کے وہ رقابتوں میں گزر گئے

گزشتہ قسط کا خلاصہ

درمکنون کی زبانی یہ حقیقت جان کر کہ پرہیان صمید صاحب کی بیٹی نہیں ہے ساویز انتہائی کرب میں مبتلا ہو جاتا ہے جبکہ اچانک انکار پرہیان کے لیے بھی اذیت ناک ہوتا ہے ایسے میں ساویز اس کی ذات پر کیچڑ اچھالتے سارہ بیگم کے گناہ سے آگاہ کرتا اور اتنا بڑا سچ چھپانے پر اسے کافی برا بھلا کہتا ہے جبکہ پرہیان یہ سب جان کر شاکڈ رہ جاتی ہے وہ ان حالات کا ذمہ دار سارہ بیگم کو ٹھہراتی ہے جن کی وجہ سے صمید اور مریہ بیگم میں نہ صرف اختلافات پیدا ہوئے بلکہ ان کی اولاد بھی ایک دوسرے سے الگ ہو گئی تھیں۔ سارہ بیگم اس انکشاف پر حیران رہ جاتی ہیں اپنی اذیت پر یہ الزامات برداشت کرتے وہ خاموش ہو جاتی ہیں جبکہ یہ تمام حقیقت زوار یا بھی جان لیتا ہے اور وہ اس معاملے کی سچائی جاننے کے لیے کرنل صاحب سے ملتا ہے اور ان کی زبانی بہت سے حقائق اس کے سامنے آتے ہیں کہ وہ سارہ بیگم کی بجائے مریہ کا بیٹا ہے اور درمکنون اس کی بہن ہے۔ صیام کو ورکشاپ پر کام مل جاتا ہے لیکن گھر کے حالات اب بھی خاصی ابتری کا شکار ہوتے ہیں جب ہی وہ اپنی کمپنی میں لون کا مطالبہ کرتا ہے لیکن درمکنون صاف انکار کر دیتی ہے۔ صمید حسن اپنی بیٹی پرہیان کے دکھ پر تڑپ اٹھتے ہیں اور ساویز کے والد احمد آفندی سے بات کرتے ہیں جب ہی آفندی صاحب کی زبانی انہیں تمام باتوں کا پتا چلتا ہے۔ اپنی بیٹی کی اس تحقیر پر وہ خاموش نہیں رہتے اور سارہ بیگم کے بے گناہ ہونے کا اظہار کرتے ہوئے مریہ بیگم کے بذات خود چھوڑ جانے کا ذکر کرتے ہیں۔ آفندی صاب کے الفاظ انہیں شدید تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں' دوسری طرف زوار یا تمام حقیقت جاننے کے بعد بیرون ملک واپس لوٹ جاتا ہے جبکہ اس کی یہ گمشدگی صمید صاحب کو مزید رنج میں مبتلا کر دیتی ہے کرنل صاحب کے سامنے وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں کہ انہیں زاویار کو یہ سب پہلے بتا دینا چاہیے تھا لیکن اب وقت ان کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ مریہ اور درمکنون کی طرح وہ بھی ان سے دور ہو گیا تھا۔ ساویز اپنا پرپوزل درمکنون کو پیش کرتے اپنی شادی ٹوٹنے کی اصل وجہ بھی بتا دیتا ہے جبکہ درمکنون پرہیان اور سارہ بیگم سے اپنی حق تلفی کا بدلہ لینے کی خاطر اس پرپوزل پر غور کرنے کے لیے کچھ وقت طلب کرتی ہے۔ عمر درمکنون سے بات کر کے قمر بھائی کی بیٹی شہرو کی پاکستان آمد کی اطلاع دیتا ہے۔ شہرو حویلی پہنچ کر کتاب ماضی کے بند اوراق کو پھر سے کھولنا چاہتی ہے جہاں ہر طرف اذیت ہی اذیت رقم ہے۔ اظہار صاحب اور زلیخاں بی بی کے چار بیٹے ان کا کل سرمایہ ہیں تاہم اظہار کے بڑے بھائی عباس اور ان کی درمیان شروع سے ہی حسد و بغض کی فضا قائم رہی اور یہی حسد بالآخر حویلی کے مکینوں کو مٹا کر رکھ دیتی ہے۔

اب آگے پڑھیے

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

دریچوں سے کبھی بے ساختہ جھانکوں
بنا آہٹ کے دروازوں کو کھولوں
کبھی یوں ہی پلٹ کر راہ دیکھوں
کہ جیسے کوئی پیچھے آ رہا ہے
میرے چاروں طرف سرگوشیاں ہیں
جھلک دیتی ہوئی کتنی شب ہیں
میرے آگے میرے پیچھے سے گزریں
میں چونکوں، سانس روکوں کانپ جاؤں
مگر اگلے ہی پل چاروں طرف سے
حقیقت کے اندھیرے لوٹ آئیں
مجھے جھنجھوڑ کر باور کرائیں
ادھر تو دور تک کوئی نہیں ہے
ابھی آہٹ تو ابھری تھی شجر سے
کوئی پنچھی تھا دروازے کے پیچھے
زمین پر رنگ برسے تھے گھٹا سے
کسی تتلی کے پر الجھے ہوئے تھے
دریچے سے کوئی جھانکا تھا تارا
یہاں کب کوئی آیا تھا ہمارا؟
یہاں کب کوئی آیا تھا ہمارا؟

Downloaded From
Paksociety.com

❁.....❁.....❁

اس رات حویلی میں کیا ہوا تھا؟

رات آدھی سے زیادہ ڈھل چکی تھی مگر شہرزاد کو نیند نہیں آ رہی تھی تبھی وہ باہر لان میں چلی آئی تو مجبوراً ہادیہ کو بھی اس کے ساتھ اپنے کمرے سے باہر آنا پڑا۔ شب کی خاموش فضا میں سبک روی سے چلتی ہوائیں اسے کپکپانے پر مجبور کر رہی تھیں مگر شہرزاد کے خیال سے وہ پتھر بنی، بناء سردی کی پروا کیے اس کے پہلو میں بیٹھی رہی۔ اسی دوران اس نے شہرزاد سے پوچھا تھا۔

''اس رات حویلی میں کیا ہوا تھا شہرزاد؟ کیا تھا اس رات میں ایسا کہ جس پر تمہارے خاندان کا کوئی فرد کچھ بھی بتانے کو تیار نہیں۔'' وہ یہ سوال پہلے بھی کئی بار پوچھ چکی تھی مگر شہرزاد نے اسے جواب نہیں دیا تھا۔ وہ جواب دیتی بھی کیسے اس کی ماں نے کبھی اسے اس رات کے بارے کچھ بتایا ہی نہیں تھا۔ اب تک اپنی ماں سے اس نے حویلی اور حویلی کے مکینوں کی جتنی کہانی سنی تھی وہ بس ایک طوفانی رات پر آ کر ختم ہو جاتی تھی۔

ایک ایسی رات جس میں تباہی ہی تباہی تھی مگر کوئی بھی اسے اس رات کی حقیقت بتانے کو تیار نہیں تھا نہ اس کی ماں شہر بانو اور نہ ہی تایا عمر عباس..... سبھی اس کی روح بے چین تھی۔

ہادیہ کے نیٹ پر ملنے سے قبل اس کی کسی سے بھی دوستی نہیں تھی، وہ زیادہ وقت اپنی پڑھائی میں مصروف رہتی یا پھر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

بے مصرف سوچوں میں..... وہ سوچیں جو صرف پاکستان میں موجود پرانی حویلی کے گرد طواف کرتی تھیں' وہ پرانی حویلی جو اس کے بزرگوں کی جاگیر تھی اور جس سے ملحقہ احاطے میں اس حویلی کے تمام مکینوں کی آخری آرام گاہیں بھی تھیں۔

اس کے دادا اظہار ملک' دادی زلیخا بی بی' بڑے تایا خضر عباس' چھوٹے تایا نظر عباس' اس کے بابا قمر عباس سب ایک ساتھ ابدی نیند سو رہے تھے۔ اس حویلی کی نشانیوں میں سے اگر کوئی باقی بچا تھا تو وہ صرف عمر عباس تھا جسے مریرہ رحمن کے عشق کے بعد اس حویلی کے اجڑنے کا درد برباد کر گیا تھا۔

ایک ٹانگ میں ہلکی سی معذوری کے بعد جس میں وقت سے لڑنے کی ہمت ہی ختم ہوگئی تھی۔ کشادہ حویلی سے ملحقہ احاطے میں اس کی اکلوتی پھوپو شگفتہ بی بی کی آخری آرام گاہ بھی تھی سبھی بھری جوانی میں راہِ عدم کو سدھار گئے تھے۔ وہ درد سے مسمار نہ ہوتی تو اور کیا کرتی؟

''پلیز بتاؤ ناں شہرزاد! اس رات حویلی میں کیا ہوا تھا؟''

''پتا نہیں' مما مجھے اس رات سے آگے کی کوئی بات بتانے کو تیار نہیں' اسی لیے میں یہاں آئی ہوں یہاں کوئی تو ایسا ہوگا جسے حویلی کی کہانی معلوم ہوگی جو حویلی پر اچانک سے ٹوٹنے والی قیامت کے بارے میں کچھ جانتا ہوگا۔''

''ممکن ہے ایسا ہو لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو؟''

''نہ ہوا تب بھی میں کہانی ادھوری چھوڑ کر پاکستان سے نہیں جاؤں گی' میں جان کر رہوں گی کہ میرے بزرگوں کے ساتھ کیا ہوا تھا؟''

''ہوں' مجھے اس مشن میں ہمیشہ تم اپنے ساتھ پاؤ گی۔''

''شکریہ ہادی! میں واقعی نہیں جانتی تھی کہ انٹرنیٹ پر مجھے تم جیسی پیاری' مخلص دوست مل جائے گی۔''

''ہوں جانتی تو میں بھی نہیں تھی کہ ہوا کے دوش پر جس لڑکی کی دکھی شاعری سن سن کر میں اس کے عشق میں مبتلا ہو چکی ہوں وہ ایک روز واقعی یوں حقیقت بن کر مجھ سے سچ مچ آن ملے گی۔ قسم سے شہرو میں اتنی خوش ہوں تمہیں حقیقت میں دیکھ کر کہ تم میری خوشی کا صحیح اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں۔'' وہ واقعی بے حد مسرور تھی' شہرزاد زیرلب مسکرادی۔

کالج لائف کے دوران ہی اس پر شاعری کے دورے پڑنے شروع ہوگئے تھے اور یوں اس نے اپنے اندر کے غبار کو لفظوں کے پیرہن میں لپیٹ کر مختلف ریڈیو اسٹیشنز کی خصوصی نشریات کی زینت بنانا شروع کردیا۔ یہیں ریڈیو ڈونچے ویلے جرمنی کے ایک پروگرام میں اس کی ہادیہ سے دعا سلام ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ دعا سلام گہری دوستی میں بدل گئی۔ ہادیہ کے دل کو شہرزاد کے نام اور اس کی شاعری میں چھپے عجیب سے درد نے بے حد متاثر کیا تھا سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھے اس کے لبوں پر بس ایک ہی نام ہوتا تھا ''شہرزاد''

گھر والے شہرزاد نامی لڑکی سے اس کی اتنی محبت دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہیں رہ سکے تھے اور گھر میں لوگ ہی کتنے تھے۔ ایک بڑے بھائی عاشر جن میں ہادیہ کی جان تھی' ایک ان کی بیوی حائقہ' جن کے ساتھ اس کے جان سے پیارے بھائی نے پسند کی شادی کی تھی۔ ایک ان کی تین سالہ بیٹی عرشیہ' جو ہادیہ سے بے حد کلوز تھی۔ ایک چھوٹا بھائی عشارب جو حال ہی میں یونیورسٹی سے فارغ ہوا تھا اور جس کی اپنی ہی ایک علیحدہ دنیا تھی اور سب سے آخر میں بے حد مشفق اور پیار کرنے والی نانو' جنہوں نے ان تینوں بہن بھائیوں کو ماں بن کر پالا تھا اور کبھی حقیقی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

گھر کے یہ ٹوٹل چار افراد ہی ہادیہ کی پوری کائنات تھے کیونکہ وہاں پیار تھا' محبت تھی' امن تھا اور سب سے بڑھ کر گھر میں ہادیہ کو بے حد اہمیت دی جاتی تھی' ۔بے حد چاہا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے نیٹ پر ملنے والی اپنی عزیز دوست شہرزاد کو سمندر پار سے اپنے گھر بلوالیا تھا۔ وال کلاک اس وقت رات کے ساڑھے بارہ بجا رہا تھا جب ہادیہ نے بمشکل جمائی روکتے ہوئے شہرزاد سے پوچھا۔

''کیا آج تمہیں نیند نہیں آرہی؟''

''نہیں' کیا تمہیں آرہی ہے؟''

''ہوں' مگر تمہیں یوں چھوڑ کر میں نہیں سوسکتی۔''

''تم پاگل ہو ہادیہ! اور کچھ نہیں۔''

''وہ تو میں ہوں۔'' شہرزاد کے مسکرا کر اٹھ کھڑے ہونے پر وہ بھی مسکرائی اور پھر دونوں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

❁.....❁.....❁

اگلی صبح خاصی روشن تھی' بہت دنوں کے بعد پھیلی ہلکی ہلکی سی دھوپ نے جیسے ہر چیز کے حسن کو نکھار دیا تھا۔ ہادیہ اور شہرزاد ابھی ناشتے سے فارغ ہی ہوئیں تھیں کہ مریرہ ان سے کال پر ایڈریس لے کر وہاں پہنچ گئی تھی۔

عشارب گھر پر نہیں تھا جبکہ ہادیہ کی بھابی بھی اپنے شوہر عمر کے ساتھ اپنے گھر والوں سے ملنے گئی ہوئی تھی تبھی مریرہ کی ملاقات وہاں ہادیہ کی نانو سے ہوئی تھی۔ ہادیہ کی نانو کے حویلی والوں سے ماضی میں بہت اچھے تعلقات رہے تھے' اسپیشلی وہ شہرزاد کی دادی زلیخا بی بی کی بہت اچھی جاننے والوں میں سے نکل آئی تھیں تبھی قمر عباس کی بیوی کے ساتھ ساتھ انہیں مریرہ سے مل کر بھی بہت خوشی ہوئی تھی۔

مریرہ شہر بانو اور شہرزاد کو لینے آئی تھی' شہرزاد کی خواہش حویلی میں قیام کی تھی مگر مریرہ نے اس کی خواہش کو پورا نہیں ہونے دیا۔ وہ شام ڈھلنے سے پہلے ہی انہیں ہادیہ کے گھر سے لے کر نکل آئی تھی۔ گاڑی وسیع روڈ پر فل اسپیڈ کے ساتھ بھاگ رہی تھی جب شہرزاد نے مریرہ سے پوچھا۔

''دری! کیسی ہے مریرہ پھوپو؟''

''ٹھیک ہے' اکثر تمہارا پوچھتی ہے' تمہیں یاد کرتی ہے۔'' یکسوئی سے ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے شہرزاد کو جواب دیا تھا۔ شہر بانو چپ چاپ گاڑی کے باہر کے مناظر میں کھوئی رہیں۔

''میں بھی اسے بہت یاد کرتی ہوں' آفٹر آل وہ میری بچپن کی بہترین دوست ہے۔'' شہرزاد کے چہک کر کہنے پر مریرہ کے لبوں نے چند ساعتوں کے لیے بے ساختہ خاموشی اختیار کی تھی۔

''عمر بتا رہا تھا تم پاکستان اور حویلی میں انٹرسٹڈ ہو۔''

''جی پھوپو! میں نے بہت پہلے سے سوچا ہوا تھا کہ میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد پاکستان ضرور آؤں گی اور پھر وہیں رہوں گی اپنی پرانی حویلی میں۔ اس حویلی میں جہاں میرے بزرگوں کی آرام گاہیں ہیں' جہاں میرے بابا کو عین عالم شباب میں موت کی نیند سلا کر مٹی کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ میں جاننا چاہتی ہوں کہ آخر ایسا کیا ہوا تھا حویلی میں جس نے میرے خونی رشتوں کے سارے چراغ بجھا ڈالے۔ میرے دادا' دادی' میرے تایا' میری پھوپو سب کو ابدی نیند سلا دیا' آخر ان کا کیا قصور تھا؟ اگر کوئی قصور تھا تو پھر میرے بابا کی پہلی بیوی کو کیوں کچھ نہیں کہا گیا' وہ کہاں گئیں؟''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

''تم یہ سب جان کر کیا کرو گی؟''

''کچھ نہیں' صرف بدلہ لوں گی جن لوگوں نے میرا خاندان تباہ کیا میں انہیں پھانسی کے پھندے تک لے جاؤں گی۔''

''یہ سب اتنا آسان نہیں ہے شہرو! تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے عمر انکل نے کچھ نہیں کیا ہوگا؟''

''کیا ہوگا' مگر وہ انصاف کے حصول میں کامیاب نہیں ہوئے' میں آپ کو کامیاب ہو کر دکھاؤں گی' ان شاء اللہ۔'' وہ صرف جذباتی نہیں پُرعزم بھی تھی۔ مریہ نے اس بار خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔ پرانی حویلی کے رازوں کو حل کرنا بھلا اتنا آسان کہاں تھا۔

❁.....❁.....❁

آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ شہرزاد کے شہر کوچ کرنے کے بعد ہادیہ کی زندگی پھر سے پرانی روٹین پر آ گئی تھی۔ صبح سے شام تک کولہو کے بیل کی طرح گھر کے کام کاج میں جتنے رہنا اور رات میں تھک ہار کر سوچنا۔

عمر کی چھٹیاں ختم ہوگئی تھیں۔ وہ پچھلے چار پانچ سال سے سعودیہ میں مقیم تھا اور اکیلا سارے گھر کی کفالت کا بوجھ اٹھا رہا تھا کیونکہ تعلیم مکمل کرنے کے باوجود عشارب کو ابھی کوئی اچھی جاب نہیں ملی تھی۔ اس رات اس کی سعودیہ روانگی کی فلائٹ تھی تبھی ہادیہ بے حد اداس تھی۔ رات دیر تک وہ تینوں بہن بھائی نانو کے پاس بیٹھے' گزرے ہوئے وقت کی باتیں دہراتے رہے تھے۔ عمر نے والدین کی وفات کے بعد عشارب اور ہادیہ کو کبھی ماں باپ کی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا تھا۔ اپنی مشکلات کی پروا کیے بغیر اس نے ان دونوں کی ہر خواہش کو پورا کیا تھا تبھی دونوں بہن بھائی اس سے بے حد اٹیچ تھے۔

اسی کی محبت کی وجہ سے اس گھر میں اس کی بیوی کی حیثیت کسی مالکن سے کم نہیں تھی۔ اپنے بہن بھائیوں اور نانو کی طرح عمر اپنی بیوی اور بیٹی پر بھی جان چھڑکتا تھا' اور کیوں نہ چھڑکتا' جیسے بہن بھائیوں کے ساتھ اس کا خون کا رشتہ تھا بالکل ایسے ہی بیوی بھی اس کی پسند کی تھی جس کے ساتھ اس کا دل جڑا ہوا تھا۔ عمر کی بے تحاشا دیوانگی اور سپورٹ نے ہی اسے بہت زیادہ ڈیسیل دے رکھی تھی۔ وہ گھر میں عمر کے علاوہ اور کسی کو بھی منہ نہیں لگاتی تھی' زیادہ وقت اس کا اپنے کمرے میں ہی گزرتا البتہ عمر کی عدم موجودگی میں عشارب اس کے سارے کام سرانجام دینے کی ڈیوٹی سنبھالتا اور کیوں نہ سنبھالتا آخر اس کی چھوٹی بہن تانیہ میں اس کی جان جو اٹکی ہوئی تھی۔ عشارب نے بھائی کی شادی پر ہی اسے دیکھا تھا اور بس تب سے ہی دل ہی دل میں وہ اسے پسند کرنے لگا تھا مگر نانو اور ہادیہ ابھی اس سے بے خبر تھیں۔

عمر کی فلائٹ کا ٹائم ہوگیا تھا' وہ عشارب اور ہادیہ کو ہمیشہ کی طرح ڈھیروں نصیحتیں کر کے' نانو کا خیال رکھنے کی تلقین کرتا ائرپورٹ کے لیے نکل گیا تھا' عشارب بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ہادیہ اس رات بہت دیر تک جاگتی رہی تھی۔

❁.....❁.....❁

تھکن حد سے سوا تھی۔ جاب کی تلاش میں جوتیاں چٹخاتے یہ اسے دوسرا ہفتہ تھا مگر منزل تھی کہ ملنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اوپر سے پچھلے تین روز سے اس کی بائیک خراب تھی' جس کی وجہ سے وہ پبلک ٹرانسپورٹ سے سفر کر رہا تھا۔

صبح سے ہلکی ہلکی ہوتی پھوار نے اس کے آفس سے نکلتے ہی اچانک تیز بارش کا روپ دھار لیا تھا' عشارب کی پریشانی مزید بڑھ گئی۔ تیز بارش میں ایک دو اسٹاپ بدل کر جس وقت وہ گھر پہنچا اس کے کپڑے پور پور بارش میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

بھیگ چکے تھے۔

ہادیہ کچن میں تھی۔ وہ سرسری سی ایک نظر اس پر ڈالتا نانو کے کمرے کی طرف چلا آیا جو حسب معمول مغرب کی نماز کے بعد ذکر واذکار میں مصروف تھیں۔ عشارب بھیگے جوتوں اور کپڑوں کی پروا کیے بغیر سیدھا جا کر ان کی گود میں لیٹ گیا۔

''آپ ابھی تک یہیں بیٹھی ہیں نانو؟''

''ہوں' تمہاری گھر واپسی کا انتظار کر رہی تھی' آج لیٹ ہو گئے؟''

''جی نانو' بارش کی وجہ سے بس نہیں مل رہی تھی میں نے بتایا تو تھا آپ کو کہ لیٹ ہو جاؤں گا آپ پریشان نہ ہوں۔''

''ہوں بتایا تھا مگر بچے چاہے جتنے بھی بڑے اور سمجھ دار ہو جائیں' ماؤں کے دل ان کی فکر میں دھڑکنا کبھی نہیں بھولتے۔''

''بالکل صحیح کہا آپ نے' بھابی کہاں ہیں؟'' وہ اب سائیڈ پر بیٹھ کر بھیگے جوتے اتار رہا تھا۔ نانو کی انگلیاں جو تسبیح کے دانے گرا رہی تھیں ایک دم سے تھم گئیں۔

''عاشر کے ساتھ باہر کھانا کھانے گئی ہے۔''

''کیوں..... آج گھر میں دال پکی ہے کیا؟''

''نہیں' مٹن پلاؤ اور کوفتے پکائے ہیں ہادیہ نے مگر اس کا موڈ نہیں تھا گھر کھانا کھانے کا۔''

''چلیں کوئی بات نہیں' ان کی حالت بھی تو ایسی ہے کہ گھر میں گھٹن محسوس ہوتی ہوگی پھر عاشر بھائی بھی تو کل جاب پر واپس چلے جائیں گے' آپ ایویں ان کی طرف سے دل خراب نہ کیا کریں۔''

''مجھے کیا ضرورت ہے اس کی طرف سے دل خراب کرنے کی جو اسے اور اس کے شوہر کو اچھا لگے کرتے پھریں میری بلا سے۔'' نانو کے لہجے میں ہلکی سی خفگی تھی' وہ مسکرا دیا۔

''ہادیہ کی دوست کا چلہ پورا ہوا کہ نہیں؟'' اٹھتے اٹھتے اس نے یونہی سرسری سا پوچھ لیا تھا' تبھی وہ دوپٹے سے گیلے ہاتھ خشک کرتی وہیں چلی آئی۔

''کتنی بار کہا ہے تمہیں میری دوست کا ذکر احترام سے کیا کرو۔''

''کیوں؟ تمہاری دوست کیا کسی ملک کی وزیر خارجہ ہے۔''

''یہی سمجھ لو۔''

''ہونہہ..... شکل دیکھی ہے اس کی وزیر خارجہ والی؟''

''دیکھی ہے' تم سے تو ہزار گنا زیادہ پیاری ہے۔''

''بس..... یہی خوش فہمی اور بدزبانی تم لڑکیوں کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔'' دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی تھی' نانو نے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔

''تم کہاں کے مولانا صاحب ہو' صرف تمہاری وجہ سے میری دوست یہاں سے گئی ہے۔''

''کیوں' میں کیا اس کی دن رات نقلیں اتارتا تھا۔''

''اور نہیں تو کیا' کون سی بدتمیزی ہے جو تم نے اس کے سامنے نہیں کی' خوامخواہ مجھ سے جھگڑنا' بار بار میرے کمرے کا مین سوئچ آف کرنا اور جان بوجھ کر اپنے ان گندے کبوتروں کے ڈربے صاف نہیں کرنا تاکہ سارے گھر میں بساند

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پھیلے اور وہ چپ چاپ یہاں سے بھاگ جائے۔"

"او..... ہیلو! خبردار جو تم نے میرے کبوتروں کی شان میں ایک لفظ بھی مزید کہا تو۔"

"تو..... کیا کرلو گے تم؟ خود جو ہر وقت منہ پھاڑ پھاڑ کر میری دوست کی شان میں قصیدے پڑھتے رہتے ہو وہ۔"

"تمہاری دوست اور میرے کبوتروں میں بہت فرق ہے۔"

"واقعی' کہاں وہ نائس لڑکی اور کہاں یہ گندے کبوتر۔"

"نانو دیکھ رہی ہیں آپ اسے؟" وہ تپا' نانو نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"تم دونوں کبھی سدھرو گے یا میں یہ حسرت لے کر ہی دنیا سے چلی جاؤں گی۔"

"دنیا سے جانے سے پہلے اسے تھوڑی سی تمیز سکھا جا۔ بے گا نہیں تو سسرال میں جوتیاں کھائے گی۔"

"تم اپنا اخلاق بہتر کرو' میری فکر میں کڑھ کڑھ کر دبلا ہونے کی ضرورت نہیں۔"

"شکل دیکھو اپنی جا کر آئینے میں۔"

"عشارب! تمیز سے بات کرو' بڑی ہے وہ تم سے۔" اس بار نانو نے ڈپٹا' وہ سلگ اٹھا۔

"بس آپ ہمیشہ اس کی سائیڈ لیتی رہنا' اسی لیے تو اتنی سر چڑھی ہوئی ہے یہ' جنگلی بلی کہیں کی۔" خفگی سے کہتا وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا' پیچھے نانو تاسف سے اسے دیکھتی رہ گئیں۔

❀.....❀.....❀

بہت دنوں کے بعد ہلکی ہلکی دھوپ بکھری تھی' کرنل صاحب نے لان میں کرسیاں لگوالیں۔ عائلہ گھر پر نہیں تھی وہ مارکیٹ گئی ہوئی تھی' سدید فریش ہونے کے بعد لان میں ہی چلا آیا۔

"کیسے ہو برخوردار!" سدید پر نظر پڑتے ہی انہوں نے سامنے پھیلا اخبار سمیٹ کر سائیڈ پر رکھا۔ سدید نے ان کے سامنے والی کرسی سنبھال لی۔

"ٹھیک ہوں بابا! بس تھوڑی سی تھکن فیل ہو رہی تھی تو دیر تک سویا رہا' عائلہ کہاں ہے؟"

"مارکیٹ گئی ہے گھر کی کچھ ضروری چیزیں لانی تھیں اسی لیے آفس سے چھٹی کرلی۔ تم نے منگنی کی بات کی اس سے؟"

"جی بابا بہت خوش ہو رہی تھی۔"

"بہت اچھی بچی ہے عائلہ!" کرنل صاحب کے لبوں پر صرف ایک پل کے لیے ہلکی سی مسکان آئی پھر سمٹ گئی۔

"تم نے اپنے مشن کے بارے میں بتایا اسے؟"

"نہیں بابا! وہ بہت حساس ہے میں فی الحال اس سے کچھ بھی شیئر نہیں کرنا چاہتا۔ اسے ابھی یہی پتا ہے کہ میں آئی ایس آئی جوائن کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہوں' یہ راستہ بہت کٹھن ہے سدید! اس راستے پر آبلہ پا چلنے والوں کے نشان کبھی کبھی صحرا کی اڑتی ریت کے ذروں سے ملتے ہیں۔"

"جانتا ہوں بابا! مگر میرے حوصلے کمزور نہیں' اپنے وطن اور اپنے دین کی سربلندی کے لیے اگر میرا جسم خاک کے ذروں کی نذر بھی ہو جائے' ٹکڑوں میں بھی بٹ جائے تب بھی میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ یہ حق کا راستہ ہے اور میں راہِ حق کا مسافر..... شہادت میری منزل ہے بابا پھر منزل کی طرف بڑھنے کا خوف کیسا۔"

"راہِ حق کے مسافروں کو خطرات کا خوف نہیں ہوتا میرے بچے۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

''ٹھیک کہا آپ نے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میری ایک ہی خواہش ہے اپنے وطن اور اپنے دین کی سربلندی' یہ زندگی تو اللہ نے جنت کے بدلے خرید لی ہے بابا! بس مجھے دکھ ہوتا ہے جب میں غیر مسلموں سے یہ سنتا ہوں کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔ میں چاہتا ہوں ان بدبختوں کو تاریخ کے اوراق پلٹ کر دکھاؤں جب فتح مکہ کے موقع پر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بدترین کافروں کے لیے عام معافی ایک اعلان فرمایا' نہ صرف عام معافی کا اعلان فرمایا بلکہ اپنے بدترین دشمنوں کو اپنی جان سے پیاری ہستیوں کے قتل بھی معاف کردیے حالانکہ وہ دن بدلہ لینے اور گردنیں کاٹنے کا دن تھا بالکل ویسے ہی جیسے کافر مسلمانوں کے ساتھ کرتے تھے مگر مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے اپنی کورس کی کتابوں میں مسلمان بادشاہوں کی تاریخ پڑھی ہے بابا' کہ کیسے ہزاروں سال مختلف خطوں پر حکمرانی کے باوجود انہوں نے غیر مسلموں کے ساتھ بہترین انسانیت کا سلوک روا رکھا۔ ان کے حقوق کو اہمیت دی۔ امن اور انصاف کی بہترین مثالیں رہتی دنیا تک کے لیے قائم کیں مگر یہ ہمارے اندر کا نفاق اس نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا بابا! ہمارے شاندار ماضی کو خاک میں ملانے والے ہم خود ہیں' آپ دیکھیں ہم نے خود اپنے بچوں کے کورس کی کتابوں سے مسلمانوں کی تاریخ' پاکستان کی ابتداء کی کہانی' ارض وطن کے نئے خطے کے باسیوں کے ساتھ ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور مظالم کے اسباق اتنی ہوشیاری اور آسانی سے اڑا دیے کہ کسی کو بڑے پیمانے پر اتنی بڑی رونما ہونے والی تبدیلی محسوس ہی نہیں۔ ہم نے اپنے بچوں کو اپنی شاندار تاریخ اور اپنے ساتھ ماضی میں ہونے والی زیادتیوں سے محروم کردیا۔ ہمیشہ کے لیے بے خبری کی برزخ میں دھکیل دیا اور آپ جانتے ہیں ہم نے ایسا کیوں کیا؟ اپنے دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے ان کی خوشنودی کے لیے۔'' وہ خاصا دل برداشتہ تھا' کرنل صاحب کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

''مجھے ساری دنیا میں امن وسلامتی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے امریکہ اور اس کے حامیوں کی کھلم کھلا دہشت گردی کا دکھ نہیں ہے بابا! مجھے دکھ ہے تو اپنوں کی غلامی کا' اپنوں کی غداری کا' آپ دیکھیں گیارہ ستمبر 2009ء کو تباہ ہونے والے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا نقصان امریکہ کا نقصان تھا اس ملک کا جو کبھی ہمارا خیر خواہ اور وفادار نہیں رہا جس نے ہمیشہ ہمارے داخلی معاملات میں ٹانگ اڑا کر ہمیں عظیم ترین نقصانات سے دوچار کیا جس نے ہمیشہ ہماری مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر ہمارے مقابلے میں ہمارے دشمن کی مدد کی مگر ہم نے کیا کیا بابا! اسی امریکہ کو خوش کرنے کے لیے ہم نے اللہ اور اللہ کے پیارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں پر زندگی اور انسانیت کے دروازے بند کردیے۔ مہمان ملک کے سفیر سمیت ہم نے چوزوں کی طرح سب کے اندھیروں میں اپنے ہی شہری پکڑ پکڑ کر ان کی بولی لگادی اور ایک ایک فرد' ایک ایک جان کے دام وصول کرلیے۔ ہم نے کیوں نہیں سوچا کہ حاکم اعلیٰ اللہ رب العزت کی پاک ذات ہے' امریکہ نہیں۔ ہم نے کیوں اپنی سرحدیں خود اپنے ہی ملک کی تباہی اور نقصان کے لیے استعمال ہونے دیں؟ وہ جنگ ہماری جنگ تو نہیں تھی پھر ہم نے اپنوں کو اس کا ایندھن کیوں بنادیا؟ جس کام کے ذمہ دار محض چند لوگ یا کوئی ایک گروہ تھا اس کی سزا پورے عالم اسلام کے مسلمانوں کو کیوں ملی؟ کیوں ہم نے غیر دشمن ممالک کی ایجنسیوں کو اپنے ملک میں گھسنے دیا' اسی وقت پکڑ کر سر کیوں نہیں کچلا ان کا؟'' وہ اب روہانسا ہورہا تھا' کرنل صاحب کے اندر کی بے چینی مزید بڑھ گئی۔

''جب میں نے فوج جوائن کی تھی تو میرے بھی اس وطن کی مٹی کے لیے ایسے ہی جذبات تھے' سدید! میرے خون میں اتنی ہی گرمی تھی جو قربانیاں اسلام کے لیے برصغیر کے لٹے پٹے مسلمانوں نے دیں' اس کے بعد قائداعظمؒ کو پختہ یقین تھا کہ ان کا جہاز جب ارض وطن پر لینڈ کرے گا تو جہاز میں سوار تمام افسران سرزمین پاکستان پر قدم

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

رکھتے ہی اللہ رب العزت کے حضور سجدے میں گر پڑیں گے مگر ان کا یقین چوٹ کھا گیا نئی سرزمین پر نئے خواب اور نئی توقعات لے کر اترنے والے تمام افسران سجدے میں گر کر اپنے پاک رب کا شکر ادا کرنے کی بجائے اپنے اپنے حصے میں آنے والی اراضیوں کے پیچھے دوڑ پڑے تبھی قائد نے فرمایا تھا کہ ''افسوس میرے حصے میں سارے کھوٹے سکے ہی آئے ہیں'' انہی کھوٹے سکوں نے بعد میں اس عظیم انسان کے دنیا سے رخصت ہوتے ہی ارض وطن کے کونے کونے میں اپنے ایمانوں کی منڈیاں لگالیں۔ 1948ء میں گوادر سپور ناگ منی اور مقبوضہ جموں کشمیر کے ساتھ ملحقہ جو علاقے کے حصے میں آئے تھے' ہندوستان نے واپس چھین لیے مجھ سے پوچھو میرے کیا جذبات تھے اس وقت صرف اسی سانحے نے مجھے فوج میں بھرتی ہونے پر اکسایا تھا' بس نہیں چلتا تھا کہ دشمن کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دوں۔ ظلم اور ناانصافی کا سر کچل دوں مگر میں بے بس تھا' وہ رات جب قدرت اللہ شہاب کو چینی حکومت کی طرف سے فون آیا کہ ان کی فوج بھارت سے اپنے کچھ علاقے واپس لینے میں فتح یاب ٹھہری ہے اگر پاکستان بھی اپنے مقبوضہ علاقے چھڑوانا چاہتا ہے تو اسے بتائے اس رات وہ شخص تین بار صدر مملکت جنرل ایوب خان کو جگانے اور صورت حال سے آگاہ کرنے گیا مگر ملک کے صدر نے اپنی نیند کی قربانی نہیں دی' محض پانچ منٹ کے لیے بھی اٹھ کر فون سننے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اس وقت جب مجھے اس بات کا پتا چلا میں خود کو اتنا ہی بے بس محسوس کر رہا تھا جتنا آج تم خود کو کر رہے ہو۔ 1971ء کے حالات اور ملک کے دولخت ہونے تک میں اپنی ایک ٹانگ اور ایک بازو گنوا چکا تھا' تبھی فوج نے وقت سے پہلے ہی ریٹائرڈ کر دیا' تم سوچ سکتے ہو اس وقت میری بے بسی کا؟'' بھیگی آنکھوں کے ساتھ انہوں نے سدید کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا جس کی اپنی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

''یہ جو حالات تم ابھی دیکھ رہے ہو یہ نئے نہیں ہیں' بہت پرانی داغ بیل ڈالی گئی ہے ان کی۔ بہت راز چھپے ہیں تاریخ کے پنوں پر' کھول کر پڑھنے کی کوشش میں اپنا لہو جلاؤ گے تو کھوٹے سکوں کے ہاتھوں یا تو مار دیئے جاؤ گے یا مر جاؤ گے۔ تم نے سیاچن اور کارگل کے برف سے ڈھکے پہاڑوں کی چیخیں نہیں سنیں' میں نے سنی ہیں۔ تم نے برف تلے دبی لاشوں کا کرب نہیں دیکھا میں نے دیکھا ہے۔ میں گزرے ایک ایک لمحے کا خاموش گواہ ہوں جس کا جرم آشنائی ہے اور تمہیں پتا ہے انسانوں کی بولی لگنے والے اس ملک میں آشنائی سب سے بڑا جرم ہے اس لیے کسی بھی بات پر دکھ مت کرو' جو ہو رہا ہے ہونے دو' چپ رہو چپ میں عافیت ہے بس اپنے حصے کا دیا جلاؤ' اپنا فرض نبھاؤ گزرتے وقت کی کتاب میں درج حادثات پر کڑھنا چھوڑ دو۔''

''مگر کیوں بابا! یہ تو بے حسی ہے اور مسلمان کبھی بے حس ہو کر نہیں جی سکتا۔''

''ہوں' اسی لیے تو شہید کر دیا جاتا ہے یا بیچ دیا جاتا ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو وہ لوگ جو لاپتہ افراد کی لسٹ میں درج جانے کن کن عقوبت خانوں میں درندگی کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں وہ زندہ ہیں؟ وہ لوگ جن کا خود امریکہ کو بھی نہیں پتا کہ وہ اس کو مطلوب بھی نہیں تھے پھر بھی اس کے حوالے کیوں کیے گئے' وہ زندہ ہیں؟ نہیں میرے بچے وہ بھی زندہ نہیں ہیں۔ دشمن اپنی چال میں اپنی سازش میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر وجود میں آنے والے اس ملک میں اللہ اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے بندوں پر دہشت گردی کا لیبل لگا کر ان پر زندگی کے دروازے بند کیے جا رہے ہیں جبکہ اقبال نے کہا تھا ''ان مکتبوں اور مدرسوں کو اسی حال میں رہنے دو' غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہی مدارس میں پڑھنے دو' اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اگر برصغیر کے مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.Paksociety.com for More

کے نشانات کے سوا وہاں اسلام کے پیرو اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا۔ جو اس ملک کی جڑوں میں دشمن ایک تیر سے دو شکار کر رہا ہے' ایک طرف بارودی سرنگیں بچھا کر وطن عزیز کا نقصان کرتا ہے تو دوسری طرف اپنی حرکتوں کو موردِ الزام اللہ کے نیک بندوں کو ٹھہرا کر ان کا سوانگ رچا کر اسلام اور اسلامی روایات کو مٹانے کی کوشش کر رہا ہے' تم کس کس نقصان کا دکھ کرو گے؟'' وہ سچے محبِ وطن تھے تبھی ان کے لہجے میں درد تھا' سدید نے اپنی آنکھوں کے گوشے سختی سے دبا لیے۔

''آپ میرے لیے دعا کرنا بابا! میں پھر سے وطن عزیز کی عوام کو پاک فوج کے لیے ایک مٹھی کی طرح متحد کرنے میں کامیاب ہو جاؤں' آپ دعا کرنا بابا! میں اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اپنے افسران کو ایسا پیغام دے جاؤں کہ وہ ہمیشہ میرے کردار پر فخر کریں اس وطن کی مائیں جب جیالوں کی سرفروشی کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو ان کے تصور میں ماضی کا کوئی جنرل اپنے بُرے تاثر کے ساتھ نہ ابھرے بلکہ برف کے پہاڑوں پر بیٹھے وہ شہزادے نظر کے سامنے آئیں کہ جن کے سونے جیسے رنگ سردی کی شدت نے سونولا دیے ہیں۔''

''ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔'' کرنل صاحب نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی تھی۔

''تمہیں میرے ادھورے خوابوں کو پورا کرنا ہے سدید! چور راستوں کا پتا لگانا ہے تم نے ان راہزنوں کا پتا لگانا ہے جو دشمن کی رہنمائی کرتے ہیں۔''

''سب کروں گا بابا! بس آپ میری کامیابی کے لیے دعا کیجیے گا۔''

''اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو میرے بچے۔'' کرنل صاحب نے دعا دی اور اس نے ان کا ہاتھ چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔

❀.....❀.....❀

دور جا کے روتے ہیں
سخت جان لوگوں کے
دکھ عجیب ہوتے ہیں

آسمان جگمگاتے ستاروں سے خوب روشن تھا۔ کرنل صاحب نے عائلہ اور سدید کی منگنی کے لیے ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کی تھی جس میں صمید حسن سمیت چند خاص خاص لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا' مختصر سی اس تقریب کے اختتام پر پرتکلف کھانے کا انتظام تھا۔ تقریباً ساڑھے گیارہ بجے کرنل صاحب تمام مہمانوں کو رخصت کر کے اپنے کمرے میں آ گئے تھے۔

عائلہ بہت خوش تھی' آج اس نے وہ ڈریس زیب تن کیا تھا جو پرہیان نے اس کی پسند پر پورے پینتیس ہزار کا خریدا تھا جبکہ سدید آف وائٹ کرتا شلوار میں ملبوس بے حد پیارا لگ رہا تھا۔ مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد عائلہ اور سدید فریش ہو کر لاؤنج میں آ چکا تھا۔

''ایک بات کہوں عائلہ!'' اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے اس نے آہستہ سے کہا۔

''ہوں..... کہوں۔'' وہ فوراً متوجہ ہوئی۔

''تم آج بہت پیاری لگ رہی ہو' قسم سے..... پتا نہیں دلہن بن کر کتنا روپ آئے گا تم پر۔'' وہ سنجیدہ تھا عائلہ شرارت سے مسکرا دی۔

''شکر تمہیں میں بھی پیاری لگی ورنہ تو اس گرل فرینڈ کا بخار ہی نہیں اتر رہا تھا۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

''تم نے بہت زیادتی کی ہے اس کے ساتھ' دیکھ لو اس روز کے بعد نہیں آئی وہ۔''
''تو تمہارا دل کیوں جل رہا ہے' اچھا ہے ناں خس کم جہاں پاک۔''
''دل تو جلے گا ہی جیسے ہی میں گھر آتا ہوں اور اسے یہ خبر ملتی۔ ہے شدید بارش یا دھوپ کی پروا کیے بغیر ایک منٹ سے پہلے بالکونی میں آجاتی ہے' تم اندازہ نہیں کرسکتیں کہ اسے دھوپ میں جلتے دیکھ کر مجھے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔''
''یہ تکلیف تو ساری عمر رہنی ہے اب کیونکہ جب اسے ہماری منگنی کا پتا چلے گا ساری عمر جلے گی بے چاری''
''تم بہت ظالم اور بے حس ہو عائلہ! سچ میں۔''
''شکریہ اس عزت افزائی کے لیے۔'' اس کے ناٹک پر بنا جلے وہ مزے لے رہی تھی۔ سدید کتنی ہی دیر تک اسے چپ چاپ دیکھتا رہا۔
''کیا ہوا' ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟''
''بس ایسے ہی' تمہیں بُرا لگ رہا ہے۔''
''نہیں' بس مجھے تم کچھ الجھے الجھے سے لگ رہے ہو۔''
''ایسی کوئی بات نہیں ہے' اچھا یہ بتاؤ تم خوش ہو ناں؟''
''ہوں کوئی شک؟''
''نہیں۔'' وہ اب بھی اسے ویسے ہی پُرشوق نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔
''جب میں چلا جاؤں گا تو تم مس کرو گی؟''
''یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے پاگل۔''
''اچھا میرے لیے دعا کرو گی؟''
''کیسی دعا؟''
''یہی کہ میں اپنے ہر مشن میں کامیاب رہوں۔''
''ان شاءاللہ ضرور کروں گی۔''
''اچھا فرض کرو اگر میں واپس نہ آسکا تو تم کیا کرو گی؟''
''تمہارا سر توڑ دوں گی وہاں آکر اور کیا کرنا ہے۔'' وہ تپی تھی' سدید مسکرا دیا۔ اسے اس نے ایسے ہی دل جلے جواب کی توقع تھی۔
''میرا سر توڑنے کے علاوہ دوسرا آپشن کون سا ہے تمہارے پاس؟''
''اپنے گلے میں پھندا ڈال کر مرنے کا۔''
''ہاہاہا' تو یہ طے ہوا کہ تم میرے سوال کو سنجیدہ نہیں لو گی؟''
''کیوں سنجیدہ لوں' تمہیں مسئلہ کیا ہے تم کیوں مجھ سے ایسے فضول سوال کر رہے ہو؟''
''جسٹ فرض کرنے کو کہہ رہا ہوں یار!''
''مگر کیوں..... میں ایسی فضول اور بے تکی بات فرض بھی کیوں کروں؟''
''ٹھیک ہے مت کرو فرض۔''
''ہاں نہیں کرنا فرض۔''
''مار کھانی ہے؟'' وہ اب پرانے انداز میں پوچھ رہا تھا' عائلہ اسے غصے سے گھور کر رہ گئی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

''تم سے یہی امید ہے مجھے' آج کے دن بھی کوئی اچھی بات منہ سے نہیں نکال سکتے تم۔''
''اوہ میں تو بھول ہی گیا آج تو ہماری منگنی ہوئی ہے۔''
''شکر ہے بہت جلدی یاد آ گیا۔''
''اچھا بتاؤ' کیا سننا چاہتی ہو آج؟''
''کچھ نہیں۔''
''سوچ لو' یہ نہ ہو کہ تمہیں ان حسین لمحوں کو کھونے پر پچھتانا پڑے۔'' وہ موڈ میں تھا۔ عائلہ نے خفگی بھری ایک کراری نظر اس پر ڈالی پھر جھٹکے سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور دروازہ زور سے بند کرلیا۔
سدید اس کے اس بچکانہ انداز پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکا۔ تبھی وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا ایک نظر عائلہ کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتا اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

❀.....❀.....❀

پرہیان کی انگلینڈ کے لیے ٹکٹ کنفرم ہوگئی تھی۔ صمید صاحب اور سارا بیگم دونوں نے ہی اسے سمجھانے اور روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ تو کوئی بات سننے کو تیار تھی' نہ سمجھنے کے لیے اسے اپنا آپ قطعی بے معنی اور حقیر لگ رہا تھا' تبھی اس نے پاکستان سے فوری کوچ کا فیصلہ کیا تھا۔
رات میں جب بھی اچانک اس کی آنکھ کھل جاتی تو پھر وہ کروٹیں بدل بدل کر تھک جاتی مگر دوبارہ نیند آنے کا نام نہ لیتی۔ کبھی کبھی اسے یہ سوچ کر خود سے گھن آتی تھی کہ اس کی ماں ایک باکردار عورت نہیں تھی۔ وہ ایک ایسی عورت تھی جس نے کسی کا بسا بسایا گھر اجاڑا تھا نہ صرف گھر بلکہ دو دل اجاڑے تھے۔ دو انسانوں کی زندگی میں درد کی راتیں اتار دی تھیں' اندھیرے بکھیر دیئے تھے۔
اس کی ماں وہ عورت تھی جس نے کسی سے اس کا پیار' اس کا سائبان چھین کر اسے ساری عمر کے لیے درد بدر بھٹکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ کیا وہ اس عورت اور اس کی بیٹی کا سامنا کر سکتی تھی کہ جن کی خوشیاں ہی اس کی ماں نے لوٹ لی تھیں۔ نیند آتی بھی تو کیسے؟ اسے تو آج کل اپنا سانس بھی گھٹتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔
آنسو تھے کہ کسی پل آنکھوں کے ساتھ چھوڑنے کو تیار ہی نہیں ہوتے تھے' کیا ساویز آفندی کو کھو کر جینا آسان تھا۔ وہ شخص جو اس کا خواب تھا جو اس کے دکھ اور سکھ کے ہر موسم کا ساتھی تھا جس کے ساتھ مل کر اس نے مستقبل کے ہزاروں خواب آنکھوں میں سجائے تھے کیا اس شخص سے دستبردار ہونا آسان تھا؟
نہیں..... وہ جتنی بھی کوشش کرتی اس شخص کو بھلانا اس کے بغیر خوش رہنا اس کے لیے آسان نہیں تھا۔
لندن ائرپورٹ پر جس وقت وہ اپنا سامان کلیئر کروا کر باہر نکلی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں' شدید سرد موسم میں ہر طرف پھیلی دھند کو اس نے رفتہ رفتہ اپنے اندر اترتے محسوس کیا تھا۔
''تمہیں اس وقت اس طرح سے پاکستان چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا زی!'' پورے سات ماہ کے بعد وہ اپنے دوستوں جولی رابرٹ اور ایبک کے درمیان بیٹھا ڈرنک کر رہا تھا' جب جولی نے اپنا پیک خالی کرتے ہوئے اس سے کہا۔
''حالت جنگ کے وقت میدان خالی چھوڑ کر بھاگ آنا بہادر نہیں بزدل لوگوں کا کام ہے۔''
''تو کیا کرتا میں؟ وہاں رہ کر اس باپ کی دن رات پرستش کرتا جس نے میری ماں کے ساتھ دھوکہ کیا۔ زندگی بھر جس نے مجھے میری حقیقی ماں سے دور رکھا' سوائے جھوٹ کے جن کا میرے ساتھ کوئی اور رشتہ ہی نہیں تھا۔'' نشے کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

شدت کے باعث اس کی آنکھیں خوب سرخ ہورہی تھیں۔ جولی کی نصیحت پر اس نے بہت غصے سے گلاس میز پر پٹخا تھا' تبھی ایبک نے اشارے سے جولی کو خاموش رہنے کی تلقین کی۔

''ہم تمہارا درد سمجھ سکتے ہیں زی! مگر تم وہی غلطی کیسے دہرا سکتے ہو جو برسوں پہلے تمہاری ماما نے کی' اپنا حق چھوڑ کر' مت بھولو کہ تمہارے ڈیڈ کی جتنی بھی جائیداد ہے اس پر پہلا حق تمہارا ہے اس دوسری عورت یا اس کی بیٹی کا نہیں مگر تم نے یوں وہاں سے چپ چاپ بھاگ کر ان لوگوں کے لیے میدان صاف کردیا۔''

''بھاڑ میں جائیں وہ اور ان کے منصوبے' میں اپنے باپ کی ہر چیز پر لعنت بھیجتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے مگر ان کی نوازشات کے بغیر تم یہاں کیسے رہو گے؟ تم نے ابھی یہاں کوئی جاب یا بزنس اسٹارٹ نہیں کیا۔ تمہارا ذاتی گھر بھی نہیں' اب تک جس گھر میں رہ رہے ہو وہ بھی تمہارے ڈیڈ کا ہے پھر کیسے رہو گے تم یہاں؟''

''رہ لوں گا' یہ سرزمین اور یہاں کے لوگ میرے لیے اجنبی نہیں' کچھ بھی کرلوں گا مگر اپنے باپ کی نوازشات کی طرف نہیں دیکھوں گا۔''

''یہ عقل مندی کا فیصلہ نہیں ہے۔''

''کچھ بھی ہو میں اب اپنے باپ کے ساتھ کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔''

''اس کا مطلب ہے تم اپنا حق خود چھوڑ رہے ہو؟''

''بھاڑ میں گیا حق جب میں اس شخص کے ساتھ کوئی تعلق بھی نہیں رکھنا چاہتا۔'' وہ حد سے زیادہ دل برداشتہ تھا' ایبک نے چپ سادھ لی۔ فی الحال اس جذباتی شخص کو اس کے حال پر ہی چھوڑ دینا بہتر تھا۔

❁.....❁.....❁

میں رکھ جاؤں گا اپنی دھڑکنیں اس خالی کمرے میں
خاموشی میں کبھی سننا انہیں تحریر کرلینا
ہوا جب کھڑکیوں پر دستکیں دے روشنی جھانکے
کسی کاغذ پر میری یاد کو تحریر کرلینا
یہ سارے کام مشکل ہیں سنو تم کر نہ پاؤ گی
تو یوں کرنا.....
کہ میرے پیار کو دل ہی دل میں یونہی زنجیر کرلینا
اڑا دینا میری سب دھڑکنوں کو کھول کر کھڑکی
نکل جانا کہیں باہر.....
کسی بازار میں' لوگوں کے ریلے میں
جہاں بس شور ہو' ہنگامہ ہو
اک بھیڑ ہو بے قابو لوگوں کی
یہ کمرا چھوڑ جانا اور.....
میری یادوں کے اس آسیب جنگل میں
کبھی واپس نہ آنا

اگلے روز صیام بخار کے باوجود آفس چلا آیا تھا' حنان نے اسے فون پر درمکنون کی ناراضگی سے متعلق بتایا تھا تبھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

ماں جی اور بہنوں کے روکنے کے باوجود اس نے ایک اور چھٹی کرنے کی حماقت نہیں کی تھی۔ چھٹی کرنے کا فائدہ بھی نہیں تھا' درمکنون کو دیکھے بغیر نہ اسے چین مل سکتا تھا نہ شفا۔ اس روز وہ مکمل وائٹ کاٹن کے سوٹ میں ملبوس تھا جبکہ صیام نے بھی اتفاق سے وائٹ کاٹن کی شرٹ ہی زیب تن کر رکھی تھی۔ بخار کی وجہ سے اس کا چہرہ ہلکا ہلکا سرخ ہو رہا تھا درمکنون نے پروا نہیں کی۔

اپنے کمرے میں طلب کرنے کے بعد وہ اسی نان اسٹاپ ہدایات ہی دیتی رہی تھی' اسی دوران کسی نقطے پر بات کرتے ہوئے اس کا ہاتھ ذرا سا صیام کے ہاتھوں کے ساتھ چھو ہوا تو وہ چونک اٹھی۔

''ارے آپ کو تو بہت تیز بخار ہے لازمی سر میں درد بھی ہو رہا ہوگا۔''

''نہیں میں ٹھیک ہوں۔'' وہ پہلے سے زیادہ سنجیدہ اور اداس دکھائی دے رہا تھا۔ درمکنون نہ چاہتے ہوئے بھی خود کو غور سے اس کی طرح دیکھنے سے باز نہیں رکھ پائی تھی۔

''بیٹھیں آپ' میں چائے منگواتی ہوں۔''

''نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے' میں واقعی ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔''

''اوکے مگر طبیعت زیادہ خراب ہو تو آپ گھر جاسکتے ہیں۔''

''جی۔''

''اب آپ جاسکتے ہیں۔'' اس کا لہجہ ابھی بھی بے حد فارمل اور خالصتاً حاکمانہ تھا مگر صیام کے لیے اس کی اتنی توجہ اور فکر ہی بہت تھی تبھی وہ اس کے روم سے نکلا تو خود کو بے حد ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔

''السلام علیکم مسٹر صیام! اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟'' یہ ثمرہ تھی اس کی کولیگ اور ضرورت سے زیادہ اس پر مہربان' صیام ہمیشہ اس سے دور دور رہنے اور صرف ضرورت کی حد تک دعا سلام رکھنے کی کوشش کرتا تھا کیونکہ وہ اس کی خالہ کی بیٹی کلثوم کی بے حد قریبی دوست تھی اور صیام کو ہمیشہ یہی فکر گھیرے رہتی کہ کہیں اس کی ذرا سی بے پروائی سے بات کا بتنگڑ نہ بن جائے۔

اس کی خالہ بہت چرب زبان اور قدرے فتنہ پرور عورت تھی' رائی کا پہاڑ بنانے میں انہیں ویسے ہی کمال درجہ حاصل تھا۔ عشرت کی طلاق میں بھی بڑا ہاتھ خالہ کی کارستانیوں کا تھا تبھی وہ کوشش کرتا تھا کہ خالہ اور اس کی بیٹیوں کو کوئی بھی بات کرنے کا موقع نہ ملے۔ ویسے بھی خالہ جانے کب سے اسے اپنے داماد کے روپ میں دیکھنے کی خواہش دل میں پالے ہوئے تھیں۔ اس کی بھولی ماں بہن کے شاطر پن کو نہیں سمجھتی تھیں' تبھی صیام کے بچپن میں ہی اس کی منگنی کا فریضہ بھی سرانجام دے دیا تھا اور اب خالہ اس کی لاکھ کنارہ کشی اور ٹال مٹول کے باوجود اپنی بیٹی کو اس کے آس پر بوڑھی کر رہی تھیں مگر صیام کو اس کی پروا نہیں تھی۔ اس نے صاف لفظوں میں کئی بار خالہ سے کہہ دیا تھا کہ وہ اس کی آس پر اپنی بیٹی کا مستقبل داؤ پر مت لگائیں اس پر بھی ابھی بہت ذمہ داریاں ہیں وہ اگلے کئی سال تک شادی افورڈ نہیں کرسکتا مگر خالہ کی ثابت قدمی عروج پر تھی۔ وہ اس کے لیے اگلے دس سال تک بھی اپنی بیٹی کو کنواری رکھ سکتی تھی۔

ابھی وہ اس الجھن سے نکلا نہیں تھا کہ منگیتر صاحبہ کی سہیلی جیسے ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گئی تھی۔ اس وقت بھی اس کے ایک دم سے سامنے آنے پر وہ خاصا جز بز ہوا تھا۔

''ٹھیک ہوں' ایکسکیوزمی مجھے کچھ کام ہے۔''

''وہ تو ہر وقت ہی ہوتا ہے آج میں آپ کے لیے اسپیشل آلو کے پراٹھے لائی ہوں اپنے ہاتھوں سے پکا کر پلیز آج لنچ ہمارے ساتھ کرنے میں کوئی بہانہ مت کیجیے گا۔'' وہ مسکرائی اور اس کی فرمائش نے صیام کی پیشانی کے بلوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

میں اضافہ کردیا تھا۔

''سوری! میری طبیعت ابھی اتنی بہتر نہیں ہوئی کہ میں آپ کے ساتھ آلو کے پراٹھے کھا سکوں' اس بار قدرے خشک لہجے میں کہہ کر وہ حنان کے کیبن کی طرف بڑھ گیا' ثمرہ اس کی اس ادا پر بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔

❀.....❀.....❀

اس روز وہ آفس سے جلد نکل آیا تھا وجہ ورکشاپ پر نئی نئی شروع ہونے والی جاب تھی جبکہ وہ کل ورکشاپ کے مالک کو بتائے بغیر چھٹی کرنے کا قصوروار بھی تھا۔ جب وہ ورکشاپ پر پہنچا' ورکشاپ کا مالک موجود نہیں تھا البتہ اس کے بھانجے نے بتایا تھا کہ کل سے ورکشاپ مالک کے اکلوتے بیٹے کی طبیعت بہت خراب ہے اسی وجہ سے کل ورکشاپ بھی بند رہی۔ آج بھی ورکشاپ کا مالک دکان کھول کر سارے معاملات اپنے بھانجے کے سپرد کر کے گھر چلا گیا تھا۔

صیام نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کر کے ورکشاپ مالک کے بیٹے کی صحت کے لیے دل سے دعا کی اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔ اس کی ڈریسنگ' شاندار پرسنلیٹی اور کچھ پڑھا لکھا ہونے کی وجہ سے ورکشاپ مالک سمیت وہاں کام کرنے والے سبھی لڑکے اس کی بے حد عزت کرتے تھے اور یہی بہت تھا۔ درمکنون کو اپنی کسی دوست کی طرف جانا تھا۔

آفس ٹائم ختم ہونے کے بعد مریہ بیگم کو بتا کر وہ اپنی دوست کی طرف نکل گئی تھی۔ واپسی کے سفر میں اس کی دوست اس کے ساتھ آئی تھی کیونکہ اس کی گاڑی خراب تھی اور اسے قریبی ورکشاپ سے گاڑی واپس لینی تھی۔

جس ورکشاپ پر اس کی گاڑی موجود تھی درمکنون نے ٹھیک اسی ورکشاپ کے سامنے بریک لگائی تھی اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہاں اسے صیام ورکشاپ میں کام کرتا ہوا دکھائی دے جائے گا۔ اس کی دوست کی گاڑی مکمل تیار تھی مگر وہ شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیے کسی اور گاڑی پر کام کر رہا تھا' درمکنون بالکل سن سی اسے دیکھے گئی تھی۔

پہلی بار اس شخص نے اس کی توجہ حاصل کی تھی' تیز بخار کے باوجود وہ آفس نپٹا کر کہیں اور جاب کر رہا تھا' اس نے اسی وقت حنان کو کال کر کے اس کی جاب کی تصدیق بھی کرلی۔ چند لمحوں کے لیے اسے اپنے کردار پر بے حد شرمندگی محسوس ہوئی' اس کی ماں ایک عظیم انسان دوست شخصیت تھی جس نے کبھی اپنے مرتبے اور عہدے کا غرور نہیں کیا تھا مگر وہ کتنی بے حس تھی کہ اس نے ہمہ وقت خدمت گزار رہنے والے ضرورت مند شخص کی معمولی سی مدد کرنے سے بھی صاف انکار کردیا تھا۔ اس روز گھر واپسی پر بھی بار بار گاڑی پر جھکا صیام اس کے تصور میں جھلملا تا رہا تھا۔

اگلے روز اسے ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنی تھی وہ اس میں لگ کر صیام کی پارٹ ٹائم جاب والا معاملہ یکسر بھول گئی۔ صیام اس روز تھکن سے چور گھر واپس آیا تو اپنے باپ کو بے حد تکلیف میں مبتلا پایا۔ عشرت اور شگفتہ رو رہی تھیں جبکہ اماں کا چہرہ بھی بے حد پریشان تھا۔

صیام کی طبیعت ابھی تک خود نہیں سنبھلی تھی اس کے باوجود اس نے حنان کو فون کیا اور اگلے ایک گھنٹے میں اپنے باپ کو سرکاری ہسپتال میں داخل کروادیا' جو تکلیف انہوں نے گھر پر پڑے رہ کر برداشت کرنی تھی وہاں چلو کچھ نہ کچھ تو آرام ملتا۔ سرکار کے نام پر ایک عدد بوتل یا درد کی گولی تو مل ہی جاتی تھی پھر گھر والوں کو بھی تسلی ہوتی کہ چلو علاج ہو رہا ہے۔ رات میں اپنے ایک دوست کو ابا کے پاس چھوڑ کر گھر آیا تو سب بھوکے پیاسے متفکر بیٹھے اسی کا انتظار کر رہے تھے وہ منہ ہاتھ دھو کر صحن میں اماں کے پاس آ بیٹھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پچھلے مہینے تین ماہ کا بجلی کا بل جمع نہ کروانے پر ان کی بجلی کٹ گئی تھی' صیام نے ساتھ والے ہمسائے سے درخواست کر کے اس سے عارضی طور پر بجلی کی تار ادھار لے لی تھا۔ اب پندرہ ہزار کا بل آنے پر وہ بھی رقم کا مطالبہ کر رہا تھا اوپر سے گلی میں پھیلے تعفن کی وجہ سے عشرت کے چھوٹے بیٹے کو مچھروں نے اتنا کاٹا کہ وہ معصوم تیز بخار میں مبتلا ہو گیا۔ اماں نے اپنے طور پر قریبی ڈاکٹر سے دوا لے کر بچے کو کھلائی تھی مگر بخار اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا' پریشانی ہی پریشانی تھی۔ وہ اماں کے پاس آ کر بیٹھا تو عشرت اور شگفتہ بھی قریب چلی آئیں۔

''اب کیسی طبیعت ہے ابا کی؟''

''پہلے سے بہتر ہیں' ڈاکٹر نے سکون کا انجکشن دے دیا تھا' سو رہے تھے میں اپنے ایک دوست کو ان کے پاس بیٹھا کر آیا ہوں۔''

''ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟''

''کچھ نہیں معمولی سی تکلیف ہے ان شاء اللہ آپریشن ہوگا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''اور آپریشن کب ہوگا؟'' یہ وہ سوال تھا جس کا جواب اس کے پاس نہیں تھا مگر پھر بھی وہ اپنی بہنوں کو تسلی دیتے ہوئے بولا تھا۔

''بہت جلد' میں نے ایک دوست سے قرض کے لیے بات کی ہے تم لوگ دعا کرنا قرض مل جائے تو پہلی فرصت میں یہی کام سرانجام دوں گا۔''

''ان شاء اللہ۔'' عشرت نے کہا اور سر جھکا لیا تھا' تبھی اس نے پوچھا۔

''کھانا کھایا تم لوگوں نے؟''

''نہیں بھائی' ابا کی پریشانی میں بھوک ہی نہیں تھی۔''

''ابا اب بالکل ٹھیک ہیں' چلو اٹھو کھانا کھاؤ شاباش اور اماں کو بھی لا کر دو' دیکھو چند ہی دنوں میں کتنی کمزور ہو گئی ہیں ہماری اماں۔'' ماں کو بانہوں کے حلقے میں لیتے ہوئے اس نے لاڈ سے کہا۔ جواب میں عشرت اور شگفتہ نے اس سے بے ساختہ نگاہیں چرائی تھیں۔

''کیا پکایا ہے آج؟'' وہ ان کے نظریں چرانے سے سمجھ گیا تھا کہ یقیناً گھر میں سبزی نہیں آئی تھی اور ایسا ہی ہوا تھا وہ چونکہ بیمار تھا تو اس کی ماں سبزی والے پیسوں سے اس کے لیے گوشت خرید لائی تھیں تاکہ اسے یخنی پلا سکیں۔

صیام کا دل جیسے کٹ کر رہ گیا' اس کی غلافی آنکھوں کے گوشے ہلکے سے نم ہوئے تھے تاہم اس نے لہجے کو ٹوٹنے نہیں دیا۔

''میں اب بالکل ٹھیک ہوں اماں اور آج میٹنگ کے بعد آفس میں شاندار ڈنر بھی کیا ہے میں نے آپ لوگ پلیز اس گوشت کا سالن بنائیں اور یہاں میرے سامنے بیٹھ کر کھائیں۔ پرسوں تک ان شاء اللہ مجھے تنخواہ مل جائے گی تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔''

''غریبوں کے مسئلے کبھی حل نہیں ہوتے میرے بچے! ایک مسئلہ ختم ہوتا ہے تو دوسرا سر اٹھا کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ گھر کے حالات تمہارے سامنے ہیں' اس پر شگفتہ کی ساس صبح سو باتیں سنا کر گئی ہے' کہتی ہے شادی نہیں کر سکتے تو رشتے سے صاف جواب دے دیں ان کے بیٹے کو لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔'' واقعی غریبوں کے مسئلے کبھی ختم نہیں ہو سکتے' صیام کی پریشانی بڑھ گئی۔

''آپ انہیں بتا دیتی اماں کہ ابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے پھر رشتہ کرتے وقت تو انہوں نے ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

یارم

سمیرا حمید کا نیا ناول

قیمت 1000 روپے

عنیزہ سیّد کا نیا ناول

قیمت 1200 روپے

جو رُکے تو کوہِ گراں تھے ہم

فرحت اشتیاق کا نیا ناول

قیمت 800 روپے

جو بچے ہیں سنگ سمیٹ لو

بہترین کاغذ، خوبصورت پرنٹنگ

ناشر

علی میاں پبلیکیشنز

20۔ عزیز مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7247414

دعا بک کارنر

امین پور بازار، فیصل آباد

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

رکھی تھی اب ایک دم سے شادی کا بھوت کیوں سوار ہوگیا ہے ان کے سر پر؟"

"پتا نہیں بیٹا کہتی تو وہ یہی ہیں کہ آگے ان کی بیٹی کے سسرال والے جلدی تاریخ مانگ رہے ہیں مگر مجھے تو کوئی اور ہی معاملہ لگ رہا ہے۔"

"ہوں' آپ پریشان نہ ہوں جو بھی معاملہ ہے میں پتا لگالوں گا۔ میری بہن اتنی گری پڑی نہیں ہے جتنی ان لوگوں نے سمجھ لی ہے' آپ لوگ کھانا کھائیں پلیز تب تک میں اسد کے لیے دودھ اور کچھ دوا لے کر آتا ہوں۔" مضبوط لہجے میں کہتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر گھر سے باہر آتے ہی خوب دل کا غبار نکالا بے بسی سی بے بسی تھی کہ اس کے سارے رشتے تکلیف میں تھے اور وہ چاہتے ہوئے بھی ان کے لیے کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ تازہ دودھ' کیک اور بخار کا مہنگا سیرپ لے کر گھر آیا تو شگفتہ سالن تیار کر چکی تھی' روٹی پہلے پکا رکھی تھی۔ عشرت نے اپنے بیٹے کو گود میں لے رکھا تھا اور اماں اس پر مختلف قرآنی آیات پڑھ کر پھونک رہی تھیں۔ اس نے دودھ' کیک اور سیرپ عشرت کے حوالے کیا پھر چارپائیاں سیٹ کر کے پیڈسٹل فین آن کر دیا۔ وہ بھی خراب ہونے کی وجہ سے رک رک کر چلتا تھا اور شارٹ بھی دیتا تھا تبھی اس نے عشرت اور شگفتہ کو اسے چلانے سے سختی سے منع کر رکھا تھا مگر اس وقت مچھروں کی وجہ سے اس کی ضرورت تھی لہٰذا اس نے احتیاط سے وہ سیٹ کر کے چلا دیا تھوڑی فرصت نصیب ہوتی تو لازمی وہ اسے کھول کر خود ہی ٹھیک کر لیتا۔

عشرت نے اپنے بیٹے کو دودھ کے ساتھ کیک کھلا کر' دوا پلا دی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ سکون سے سو گیا تو اماں' عشرت اور شگفتہ نے مل کر کھانا کھایا' صیام تب تک اپنی چارپائی پر لیٹ چکا تھا۔ تھکن اور بخار کی وجہ سے اس کا پورا جسم درد کر رہا تھا مگر اسے اپنے درد کی پروا نہیں تھی اس کا ذہن ابا میں اٹکا ہوا تھا اگر وہ بروقت ان کا آپریٹ نہیں کرواتا تو کڈنی اور آنکھ دونوں کا ہی زیادہ نقصان ہونا کا خدشہ تھا اور زیادہ نقصان وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا عجیب بے بسی تھی کہ سوائے اپنے مالک کے حضور مدد کی دعا کے اسے ان مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا کوئی راستہ ہی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

❀.....❀.....❀

اپنا سب کچھ لٹا دیا ہے مگر
میرے پاس جینے کے سامان بہت ہیں
آنسو ہیں' غم ہیں
نفرتیں ہیں' دھوکے ہیں
ازمتیں ہیں' وحشتیں ہیں
آندھیاں ہیں' طوفان ہیں
سسکتے تڑپتے
نیم مردہ سے خواب ہیں
پتھر ہیں' کانٹے ہیں
ہاں خوشی تو نہیں ہے مگر
گمان بہت ہیں
میرے پاس جینے کے سامان بہت ہیں

Downloaded From
Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ وہ لندن ائرپورٹ سے باہر آئی تھی جب مارتھا اس سے آن ملی۔

''اوہ پرہیان! مجھے یقین نہیں آرہا تم اتنے سالوں کے بعد انگلینڈ واپس لوٹ آئی ہو۔'' وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی تبھی اس نے اس کا گال بھی چوما تھا۔ پرہیان نے جلدی سے اپنی بھیگی پلکیں صاف کیں۔

''تھینک یو مجھے اندازہ نہیں تھا یہاں اتنی ٹھنڈ ہوگی۔'' مارتھا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے اپنی سرخ ناک اور بھیگی آنکھوں کی صفائی پیش کی تھی۔ مارتھا نے بے نیازی سے مسکراتے ہوئے اس کا سامان گاڑی کی ڈگی میں رکھ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

''انکل آنٹی اور تمہارا بھائی کیسا ہے؟'' ڈرائیونگ کے دوران اس نے پوچھا تھا۔ پرہیان کے گلے میں جیسے کچھ پھنسنے لگا۔

''ٹھیک ہیں۔''

''تمہارے بھائی کو ابھی چند روز پہلے میں نے یہیں دیکھا تھا ایک بار کلب میں شاید اسے بھی پاکستان راس نہیں آیا۔''

''ایسی بات نہیں ہے وہ بزنس کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں۔''

''اوہ میں سمجھی شاید پاکستان میں دل نہیں لگا۔''

''اچھا یہاں پہنچ کر تم نے اس سے رابطہ کیا؟''

''ہوں کئی بار کال کی ہے مگر اس کا نمبر رسپانس نہیں دے رہا۔''

''اوہ..... کیا تم نے اسے بتایا نہیں تھا کہ تم یہاں پہنچ رہی ہو؟''

''نہیں میں نے ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر ان سے رابطہ نہ ہوا اسی لیے تم سے رابطہ کیا۔''

''پھر اب کیا کروگی؟''

''فی الحال تو تمہارے ساتھ جارہی ہوں بعد میں فریش ہوکر ان سے دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش کروں گی۔''

''لیکن اگر اس سے رابطہ نہ ہوا تو؟''

''کیوں نہیں ہوگا اگر فون پر نہ ہوسکا تو ہم ایبک کے گھر چلیں گے وہ ہمیں بھائی کے اپارٹمنٹ تک لے جائے گا۔''

''ہوں یہ ٹھیک ہے ویسے یوں اچانک سے انگلینڈ کیسے آنا ہوا؟''

''بس یونہی پرانے دوستوں کی یاد ستارہی تھی۔''

''جھوٹ..... تم صرف دوستوں کی یاد میں انگلینڈ آنے والی نہیں ہو۔''

''میں سچ کہہ رہی ہوں مارتھا! کچھ پرانے دوستوں کی یاد تھی اور کچھ نیک عزائم۔''

''مائے گاڈ کہیں تم کوئی دھماکہ کرنے کا پلان لے کر تو نہیں آئیں؟''

''بے فکر رہو میں ایسی نہیں ہوں۔''

''تھینک گاڈ میں تو ڈر ہی گئی تھی۔'' ڈرائیو کرتے ہوئے مارتھا نے اس کا دل جلایا تھا تاہم وہ پروا کیے بغیر بے نیازی سے باہر دیکھتی رہی۔ کچھ پل گاڑی میں خاموشی رہی تھی پھر مارتھا نے ہی اس خاموشی کا گلہ گھونٹا وہ زیادہ دیر چپ بیٹھ بھی نہیں سکتی تھی۔

''ایلی اکثر یاد کرتا ہے تمہیں پتا ہے اس نے اپنا بہت شاندار گھر بنالیا ہے ماں باپ سے علیحدگی بھی ہوگئی۔''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

''اوہ' تمہیں یہ سب کیسے پتا چلا؟''
''ملنے آیا تھا وہ مجھ سے اس ویک اینڈ پر' پہلے سے بہت کمزور ہوگیا ہے تم دیکھو گی تو شاید پہچان بھی نہیں پاؤ۔''
''ایسا کیوں؟''
''وہی ڈرنک کی زیادتی یار!''
''اوہ' کیا اس نے شادی نہیں کی؟''
''نہیں۔''
''کیوں؟''
''پتا نہیں' وہ اس ٹاپک پر کسی سے بات نہیں کرتا۔''
''ہوں اور اس کی گرل فرینڈ کا کیا بنا جو ہندوستان سے آئی تھی؟''
''چھوڑ دیا اسے' وہ واپس ہندوستان چلی گئی۔''
''بہت الجھا ہوا شخص ہے یہ ایلی۔''
''ہوں' بالکل تمہارے بھائی کی طرح۔''
''میرا بھائی فلرٹ نہیں ہے۔''
''الجھا ہوا تو ہے۔''
''کہہ سکتی ہو۔'' اس بار اس نے بے نیازی سے کہتے ہوئے رخ پھیرا' مارتھا کا اپارٹمنٹ آچکا تھا۔
پرہیان نے گاڑی سے اتر کر اپنا سامان نکالا' اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ تقدیر اس کے ساتھ یہ عجیب کھیل کھیلے گی۔ وہ جو کسی کی دلہن بن کر زندگی کی خوشیاں سمیٹنے جارہی تھی کیسے ایک دم سے بے سروسامان ہوکر رہ گئی تھی۔
الوداع کہے ہوئے گلی کوچوں میں دوبارہ آباد ہونا پڑ گیا تھا۔ مارتھا نے سیڑھیاں کراس کر کے اپارٹمنٹ کا لاک کھولا تو شراب کی بو کا ایک تیز جھونکا پرہیان کے نتھنوں سے ٹکرایا۔ وہ بمشکل اپنی ابکائی روک پائی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی سامنے جو ہال نما کمرا نظر آیا تھا اس میں جا بجا شراب کی خالی ٹن' پلیٹوں میں بچا ہوا حرام گوشت اور کچھ خالی ریپر بکھرے دکھائی دے رہے تھے وہ پہلے قدم پر ہی ہچکچائی گئی۔
''سوری' رات انیل نے جاب ملنے کی خوشی میں پارٹی دی تھی یہ سب اسی کے آثار ہیں' آؤ تم آجاؤ اندر۔'' مارتھا نے آگے بڑھ کر قالین پر بکھری ہوئی چیزیں تیزی سے سمیٹنا شروع کردیں' پرہیان نے خاصی مجبور ہوکر اپارٹمنٹ کے اندر قدم رکھا تھا۔

❁.....❁.....❁

رات کھولے تھے کچھ پرانے خط
پھر محبت دراز میں رکھ دی

رات آدھی سی زیادہ بیت چکی تھی مگر اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ عجیب بے سکونی تھی کہ نیندوں کے سلسلے ہی ٹوٹ گئے تھے۔ اپنے بیڈ پر بیٹھی گھٹنوں پر دھرے بازوؤں پر سر ٹکائے اس کی سوچوں کے گھوڑے بہت سال پہلے کا سفر طے کررہے تھے۔
اس رات حویلی میں بہت رونق تھی' شگفتہ اور قمر عباس کی مہندی کا اکٹھا فنکشن رکھا گیا تھا۔ عمر نے اس کے ساتھ مل کر حویلی کو اتنا خوب صورت سجایا کہ دیکھنے والی ہر آنکھ تعریف کررہی تھی۔ وہ دونوں صبح سے کام میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

اتنے مصروف تھے کہ کھانے پینے کا ہوش بھی نہیں تھا۔ عمر کام کررہا تھا اور وہ اس کے ساتھ لگی اسے ضرورت کی مختلف اشیا پکڑا رہی تھی وہاں گاؤں میں چونکہ سب ہی اس سے واقف تھے لہٰذا کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ وہ کیوں عمر کے ساتھ ہر کام میں پیش پیش ہے۔ بے جی اسے دو تین بار کھانے کے لیے بلا چکی تھیں مگر وہ ہر بار ''ابھی آئی چاچی'' کہہ کر انہیں ٹال دیتی۔

اظہار ملک صاحب اپنے بڑے بیٹوں کے ساتھ باہر کے کاموں میں مصروف تھے مگر پھر بھی وہ دو تین بار اسے کام کاج میں مصروف دیکھ کر پیار دے گئے تھے۔ پوری حویلی کو دلہن کی طرح سجانے کے بعد عمر چھت پر آیا تو مریہ بھی ساتھ تھی۔ گاؤں کی کھلی فضا میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا شام کے وقت بے حد بھلی محسوس ہوتی تھی۔ شگفتہ' عمر اور مریہ کو وہیں چھت پر کھانا دے گئی تھی۔

''آج مہندی کا فنکشن ہے مریہ! مگر ابھی تک تمہارے شوہر نامدار نہیں پہنچے' کیا بات ہے کہیں تم دونوں کے درمیان کوئی ناراضگی تو نہیں ہے کیونکہ میں نے ان تین چار دنوں میں تمہیں اس سے بات کرتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔'' ہاتھ دھو کر کھانا شروع کرنے سے پہلے عمر نے خاصے سنجیدہ انداز میں اس سے پوچھا تھا' وہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

''ایسی کوئی بات نہیں ہے' یہاں گاؤں میں موبائل فون تو ہے نہیں جو میں ہر وقت اس کا سر کھاتی رہوں' لینڈ لائن نمبر میں اسے دینا بھول گئی۔''

''تو تم خود کال کرلو اسے۔''

''ضرور کرلیتی اگر اس کا نمبر یاد ہوتا۔''

''اُف..... کیسی لڑکی ہو تم یار' تمہیں اپنے شوہر کا نمبر یاد نہیں۔'' عمر ہنسا تھا' وہ اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

''میں ایسی ہی ہوں' تم سے بہتر مجھے کوئی نہیں جانتا ہوگا۔''

''ہوں' صمید حسن سے شادی کیسے ہوئی' تمہاری پسند تھا یا کرنل انکل نے زبردستی کی؟'' وہ سوال جو اسے کتنے دنوں سے مضطرب کررہا تھا بالآخر لبوں پر آ گیا تھا۔ مریہ نے اس سوال پر بے ساختہ نگاہیں چرائی تھیں۔

''ایسی بات نہیں ہے۔''

''پھر کیسے ہوئی یہ شادی؟'' وہ جیسے سب جان لینا چاہتا تھا' مریہ نے کھانے سے ہاتھ روک لیا تھا۔

''صمید میرے اسکول کے باہر ٹھیلا لگاتے تھے' ان کے والدین کی وفات ہوچکی تھی اور وہ بالکل اکیلے تھے' بڑے ابو کو ان کے حالات کا علم ہوا تو وہ انہیں اپنے گھر لے آئے اپنا بیٹا بنا کر' سکندر بھائی ان دنوں اپنا ماسٹرز مکمل کررہے تھے اور بڑے ابو کو ان کی کمی بہت شدت سے محسوس ہوتی تھی۔''

''پھر؟''

''پھر رفتہ رفتہ صمید اپنی شرافت اور فرماں برداری سے بڑے ابو کے دل میں گھر کرتے گئے' انہی دنوں سکندر بھائی پاکستان آئے تو بڑے ابو نے اپنی خراب طبیعت کے پیش نظر ان کی بُریہ سے شادی طے کردی جبکہ وہ اس کے لیے تیار نہیں تھے' ہوتے بھی کیسے؟ وہ تو پہلے ہی وہاں دیارِ غیر میں کسی اور کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھا کر شادی رچا چکے تھے مگر اس وقت بڑے ابو یا ہم میں سے کوئی بھی ان کے اس راز سے آگاہ نہیں تھا خود بریہ بھی نہیں تبھی شادی کے بعد وہ فقط چند روز رہ کر واپس ایبروڈ چلے گئے اور دوبارہ پلٹ کر پیچھے کی خبر نہیں لی۔ بریہ امید سے ہوچکی تھی اس نے سکندر بھائی کو بھی اس بات سے آگاہ کردیا مگر وہ تب بھی لوٹ کر نہیں آئے بعد میں بابا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.Paksociety.com for More

کی ہدایت پر صمید نے ان کے بارے میں پتا کیا تو ان کی دوسری شادی والی حقیقت علم میں آئی۔ بڑے ابو نے یہ خبر بڑے حوصلے سے سنی تھی مگر بریرہ حوصلہ نہ رکھ سکی' وہ اسی دکھ میں ایسی چارپائی سے لگی کہ پھر اٹھ ہی نہ سکی۔ صمید نے تب بھی میرا اور بڑے ابو کا بہت ساتھ دیا تھا' حوصلہ بڑھایا بعد میں بریرہ کی موت کے بعد میری حالت بہت خراب رہنے لگی تھی تبھی بڑے ابو نے میری شادی کا فیصلہ کرلیا تاکہ میں بہل جاؤں۔ بریرہ کے دکھ سے نکل آؤں' اسی لیے بڑے ابو نے صمید کے ساتھ میری فوری شادی کا فیصلہ کرلیا بعد میں مجھ سے اور صمید سے پوچھا تو ہم دونوں نے بھی ان کی خوشی کے لیے ہاں کردی۔"

"ہوں' اس کا مطلب ہے یہ مکمل طور پر ارینج میرج تھی۔"

"ہوں کہہ سکتے ہو۔" ایک بار پھر اس نے نظریں چراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"تم خوش ہو ناں اس کے ساتھ؟"

"ہوں....."

"مگر مجھے نہیں لگتیں۔"

"اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ۔"

"صمید خیال رکھتا ہے تمہارا؟"

"ہوں۔"

"مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے تم مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو؟"

"میں جھوٹ نہیں بولتی۔"

"جھوٹ نہیں بولتیں تو خوش بھی نظر نہیں آتیں۔"

"میں خوش ہوں عمر! تم ایویں خوامخواہ ٹینشن لے رہے ہو۔"

"او کے مان لیتا ہوں بچوں کے بارے میں کیا سوچا؟"

"کچھ بھی نہیں کیوں کہ صمید بچوں کے حق میں نہیں ہیں۔"

"وہاٹ..... یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"سچ کہہ رہی ہوں' اس کی ماں کی ڈیتھ ڈلیوری ٹائم میں ہوگئی تھی اسی لیے اس کے اندر یہ خوف بڑھ گیا ہے' کہ کہیں مجھے کچھ ہو نہ جائے۔"

"اس کا مطلب ہے وہ تم سے بہت پیار کرتا ہے۔"

"ہوں کہہ سکتے ہو مگر میں بچوں کے بغیر ادھوری ہوں عمر! میں اپنی خوشی اس کے فضول سے وہم کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتی۔" پہلی بار اس نے اس کے سامنے دل کھولا تھا' عمر نے ہاتھ میں پکڑا نوالہ دوبارہ چنگیر میں رکھ دیا تھا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

For Next Episode Visit
Paksociey.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY